ندوۃ العلماء

ایک رہنما تعلیمی مرکز

اور

تحریک اصلاح ودعوت

از

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی
(معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

ناشر
دفتر نظامت ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	.	ندوۃ العلماء ایک رہنما تعلیمی مرکز اور تحریک اصلاح ودعوت
مؤلف	:	مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی (معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
صفحات	:	۴۸
تعداد	:	ایک ہزار
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء

ناشر

دفتر نظامت ندوۃ العلماء

ٹیگور مارگ، پوسٹ بکس ۹۳، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷، (یوپی)

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست

عرض ناشر	۵
ندوۃ العلماء، ایک رہنما تعلیمی مرکز اور تحریک اصلاح ودعوت.....	۹
ایک ایسے نصاب کی تیاری جو بدلے ہوئے حالات کا ساتھ دے سکے	۱۰
فکری رہنما	۱۲
علمی میدان میں محققانہ انداز	۱۵
ہندوستان اور عالم عربی میں رابطہ اور ندوۃ العلماء کا عالم عربی میں اعتر	۲۳
ملی اور قومی خدمات میں ندوۃ العلماء کا حصہ	۲۴
بحث وتحقیق کے ادارے	۲۶
دار المصنفین اعظم گڑھ	۲۶
مجلس تحقیقات ونشریات اسلام	۲۸
قرآنی علوم	۳۰
حدیث وفقہ کے میدان میں ندوی فضلاء کا حصہ	۳۱
دار عرفات رائے بریلی	۳۳
دینی واسلامی مکاتب ومدارس کا قیام	۳۳
شعبۂ دعوت وارشاد	۳۴
میڈیا ریسرچ سنٹر	۳۵
عقل اور قلب میں امتزاج	۳۶
ندوۃ العلماء کا مسلک	۴۴

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و بعد!

ندوۃ العلماء کی تحریک جس وقت شروع کی گئی تھی، ہندوستانی مسلمان قدیم وجدید دو طبقوں کے درمیان ہچکولے کھا رہا تھا، ایک طبقہ قدیم طرز تعلیم اور مسلک سے سرمو انحراف کو ایک قسم کی تحریف اور بدعت سمجھتا تھا، دوسرا طبقہ مغرب سے آنے والی ہر چیز کو عظمت و تقدیس کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس کو ہر عیب و نقص سے پاک سمجھتا تھا، ان دونوں طبقوں کے درمیان فکر و معیار کا جو تضاد تھا اور جس طرح وہ دو انتہائی سروں پر تھے اس کی تصویر اکبر الہ آبادی نے اس شعر میں کھینچی ہے:۔

اِدھر یہ ضد ہے کہ لمنڈ بھی چھو نہیں سکتے
اُدھر یہ رٹ ہے کہ ساقی صراحی مے لا

اس خلیج کو پاٹنے کے لئے ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا اور وہ اس میں کامیاب رہا۔ ندوۃ العلماء نے اسلامی اور مغربی ثقافت اور علماء دین و جدید طبقہ کے درمیان پل کا کام کیا، اور ایک ایسی متوازن فکر پیش کی جو قدیم

www.abulhasanalinadwi.org

وجدید دونوں کے محاسن کی جامع تھی اور ندوۃ العلماء کے بانیوں کے الفاظ میں ''اصول ومقاصد میں سخت اور بے لوچ، اور فروع اور وسائل میں وسیع اور لچکدار'' تھی۔

ندوۃ العلماء کی تحریک محض اصلاحِ نصاب کی ایک تحریک نہیں ہے، وہ ایک مستقل دبستان فکر ہے، جس کی تقلید ہر اس ملک کو کرنا چاہئے جو قدیم وجدید کے معرکہ میں مبتلا اور اس کشمکش کا شکار ہے۔

ندوۃ العلماء کے فرزندوں نے اسلام کی اشاعت وتعارف، اسلامی ثقافت کی نشر واشاعت، سیرت نبویؐ کی تدوین، اسلام کے کارناموں اور اس کی تعلیمات کو جدید علمی اور ادبی اسلوب میں پیش کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے، ندوۃ العلماء کے فرزندوں نے ایک ایسا نصاب بھی تیار کیا جو زمانہ کی ضرورت پوری کر سکے اور ابتدائی مرحلوں سے اعلیٰ تعلیم تک کے مختلف ادبی مزاج ومذاق کے مناسب ہو، ندوۃ العلماء نے مغربی سامراج فکری یلغار، اسلام مخالف تحریکوں قادیانیت، مسیحیت، فتنۂ انکار حدیث کے سدباب اور مستشرقین کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات اور عالم عربی کے فکری ارتداد کے سلسلہ میں شاندار کردار ادا کیا۔

ندوۃ العلماء کے فضلاء نے عظیم تصنیفی، تعلیمی خدمات کے ساتھ ملتِ اسلامیہ کی رہنمائی کا عظیم کردار ادا کیا، انہوں نے ادب، تاریخ اسلام اور فکر اسلامی پر علمی ادبی اسلوب میں جو کتابیں تصنیف کیں، وہ عالم اسلام

www.abulhasanalinadwi.org

میں بے حد مقبول ہوئیں، اس کے ساتھ ساتھ وقت کے فتنوں کے خلاف آواز اٹھائی، چاہے وہ قومیت عربیہ ہو جو درحقیقت الحاد کی دعوت تھی، یا قومیت ہندیہ کی تحریک ہو، لسانی عصبیت ہو، یا تہذیبی برتری اور مغربیت اور مشرقیت کی کشمکش ہو، اس کا علمی انداز سے تجزیہ کرنے کے ساتھ عملی میدان میں بھی مسلم پرسنل لا بورڈ، پیام انسانیت، اصلاح معاشرہ اور دعوت وارشاد کے پلیٹ فارم سے اس کا مقابلہ کیا، اور ملت کے مختلف مسائل میں جرأت مندانہ فیصلے کئے اور خطرناک پہلوؤں کی طرف متوجہ کیا۔

ندوۃ العلماء کے قائدین پارٹی، تنظیمی اور جماعتی عصبیت سے ہمیشہ بلند رہے اور انہوں نے ملت اسلامیہ واحدہ کے تصور کو ہمیشہ شعار بنایا۔

ندوۃ العلماء کے قائدین قلعہ بند دفاع کے قائل نہیں تھے، ان کا نظریہ تھا کہ اپنے مخالف کو سمجھنے اور سمجھانے سے مسائل بغیر ٹکراؤ کے حل ہو سکتے ہیں، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طریقہ کو اختیار کیا، جس سے ان کی بات مخالف حلقوں میں بھی بغیر تلخی کے احساس کے سنی جاتی تھی۔

اس اعتبار سے ندوۃ العلماء کی تحریک ایک اصلاحی تحریک ہے جس کا تعلق تعلیم سے بھی ہے، دعوت سے بھی اور سماجی زندگی سے بھی۔

پیش نظر رسالہ میں عم محترم مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی (معتمد تعلیم ندوۃ العلماء) نے ندوۃ العلماء کی زندگی کے مختلف میدانوں: تعلیم

www.abulhasanalinadwi.org

وتربیت، اصلاح نصاب، دعوت وارشاد، اصلاح معاشرہ، فکری یلغار کا مقابلہ اور ملت کی فکری، تعلیمی، تربیتی رہنمائی میں جو خدمات انجام دی ہیں اس کا مختصر جامع تعارف پیش کیا ہے اور ندوۃ العلماء کے مختلف شعبوں کا تعارف کرایا ہے، امید ہے کہ یہ رسالہ ندوۃ العلماء کے مختلف میدانوں میں کارناموں اور تعلیمی، ملی اور دعوتی خدمات کے تعارف میں مفید ہوگا۔

محمد حمزہ حسنی ندوی
ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ

۳/ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ
۲۱/۱۱/۲۰۰۹ء

www.abulhasanalinadwi.org

ندوۃ العلماء

ایک رہنما تعلیمی مرکز اور تحریک اصلاح ودعوت

ایک نئے نظام تعلیم کی تیاری

نصاب تعلیم کی اصلاح کے پہلو بہ پہلو (جس کی قیادت ندوۃ العلماء نے بڑی قوت ووضاحت اور لیاقت سے انیسوی صدی کی اخیر میں کی تھی) اور مختلف علوم وفنون مثلاً زبان وادب، نقد وتاریخ، جغرافیہ، اصول فقہ واصول حدیث، فقہ، نحو وصرف، بلاغت، فکر اسلامی کے موضوع پر وقیع علمی کتابوں کی تیاری اور اسلام دشمن اور گمراہ کن تحریکات سے علوم اسلامیہ کے حاملین کو واقف کرانے کے ساتھ ساتھ ندوۃ العلماء نے فکر اسلامی کو تقویت دینے، عقلی حملوں، مستشرقین کی یلغار اور فریب کاریوں کے جواب اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کی ذہنی سطح بلند کرنے کی خاطر ایک علمی وتصنیفی تحریک کی بنیاد بھی رکھی اور اس مقصد کے لئے ہندوستانی زبانوں اور خاص طور پر اردو میں ایک بڑا علمی وفکری سرمایہ تیار کر دیا جو ہندوستانی زبانوں میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ، مقبول عام اور ہمہ گیر اور ہندوستانیوں کے رابطہ کی زبان ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک ایسے نصاب کی تیاری جو بدلے ہوئے حالات کا ساتھ دے سکے

ندوۃ العلماء کے فرزندوں نے ایک ایسا نصاب بھی تیار کیا جو زمانہ کی ضرورت پوری کر سکے اور ابتدائی مرحلوں سے اعلیٰ تعلیم تک کے مختلف ادبی مزاج و مذاق کے مناسب ہو، چنانچہ ندوی فضلاء کی تیار کی ہوئی درسی کتابوں کو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی داخل کیا گیا، اس کے ساتھ ہی نظام تعلیم میں تبدیلی چاہنے والے دینی مدارس نے بھی اپنا لیا، یہ درسی کتابیں ایمان وعقیدہ اور علم وادب دونوں کی رعایت پر مشتمل تھیں، اس میں ایسا پاکیزہ مواد فراہم کیا گیا تھا، جس نے نوجوانوں میں عالی ہمتی، بلند نظری، شریفانہ جذبات اور ایک ارتقاء پذیر صحت مند ادبی ذوق پیدا کیا، فضلائے ندوہ نے عربی کی ابتدائی کتابوں کو جواب تک فارسی زبان میں لکھی گئی تھیں، اردو اور عربی میں منتقل کیا اور مختلف فنون کی کتابوں کا ایک سلسلہ تیار کر دیا جس میں ہندوستانی طلباء کے ذہنوں اور بدلتی ہوئی زندگی کے مسائل کی پوری رعایت کی گئی تھی، جب کہ متقدمین کی کتابوں میں نحو وصرف کے وہ مسائل بھی بھرے رہتے تھے جن کی ضرورت بہت کم پڑتی ہے، ندوۃ العلماء کے سامنے جو بدلتے ہوئے حالات اور علم وادب کے انقلابات اور علمی ذوق کے تغیرات رہے ہیں، ان کی بنا پر وہ کسی نصاب ونظامِ تعلیم کو دائمی اور ناقابل تبدیل نہیں مانتا، اسی لئے اس کا

www.abulhasanalinadwi.org

نظام تعلیم برابر تبدیلی اور ترمیم کی منزل سے گزرتا رہا ہے۔

ندوۃ العلماء کے تعلیمی ذمہ داروں کی ہمیشہ خواہش وکوشش رہی کہ عالم عربی اور اسلامی کے تصنیفی معیار کو ساتھ لے کر چلا جائے تاکہ دار العلوم کے فضلاء علم وفکر کے قافلہ سے بچھڑنے نہ پائیں۔ طلباء وسیع علمی مآخذ سے استفادہ کر کے اپنے فکری افق میں وسعت اور علمی رجحان میں تنوع پیدا کر سکیں، وہ علم کے رواں دواں قافلہ کے دوش بدوش (مقاصد دین کے تحفظ کے ساتھ) چل سکیں اور ان کے اندر کسی قسم کا احساس کمتری نہ پیدا ہو، جس کے دینی مدارس کے طلباء عام طور پر شکار ہو جاتے ہیں۔

طلبہ میں مطالعہ کا ذوق وشوق اور رغبت، مطالعہ میں توسع وتنوع، گہرائی وگیرائی، بحث وتحقیق اور تحریر وتقریر کا ذوق پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ندوۃ العلماء طلباء کو علمی معلومات سے واقف کرانے کے لئے عالم اسلام کے ممتاز علماء، مفکرین اور محققین کی خدمات بھی حاصل کرتا ہے، اس کے لئے محاضرات، ورکشاپ، علمی مذاکروں وملاقاتوں کا انتظام کیا جاتا رہا ہے اور عالم اسلام اور عالم عربی کے متعدد ادباء، مفکرین، محدثین اور فقہاء دار العلوم تشریف لاتے رہے اور ان کے محاضرات کا نظم کیا گیا۔

فضلاء ندوہ کی ایک بڑی تعداد نے عالم عربی اور یورپین یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے مختلف موضوعات پر ڈگریاں حاصل کیں اور حدیث

www.abulhasanalinadwi.org

شریف، فقہ اسلامی، عربی زبان وادب اور تاریخ وسیر کے موضوع پر ان کی تصنیف کردہ کتابوں کو عالمی سطح پر سراہا گیا اور قبول عام حاصل کیا، ایک بڑی تعداد بیرونی علمی درسگاہوں اور یونیورسٹیوں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہے۔ اسی طرح اندرون ملک اداروں اور یونیورسٹیوں میں اعلی مقام پر فائز ہونے والے فضلاء کی فہرست بھی بڑی طویل ہے۔

اس کا عام طور پر تجربہ ہے کہ وہ فارغین جنہوں نے ندوہ کی تعلیم اور اساتذہ کی محنت ورہنمائی سے صحیح فائدہ اٹھایا ہے اور جن کی استعداد پختہ اور نظر بالغ رہی وہ کسی سوسائٹی میں (دینی تعلیمات میں پختگی اور اپنی مخصوص ثقافت پر فخر کے باوجود) اجنبیت اور گھٹن نہیں محسوس کرتے۔

فکری رہنما

تحریک ندوہ کے قائدین اور ان کے تلامذہ کا خیال یہ تھا کہ کوئی بھی نصاب تعلیم کتنا ہی ہمہ گیر اور صحت مند کیوں نہ ہو، وہ زندگی کی تمام منزلوں کا ساتھ نہیں دے سکتا، اس لئے ذہنی تربیت اور مزید معلومات کے لئے ملکی زبانوں میں ایسی کتابوں کی ضرورت ہے جس میں قوم ومعاشرہ کے ہر طبقہ اور ہر سطح کے لئے ذہنی غذا اور ضروری واقفیت کا سامان موجود ہو۔

اس کے علاوہ تشکیک کا وہ زبردست حملہ جو اہل مغرب نے اسلاف کے کارناموں کو مشکوک اور بے وقعت بنانے کے لئے کیا تھا اور جس نے مسلمان

www.abulhasanalinadwi.org

سلاطین اور نامورانِ اسلام کی تاریخ کو اس طرح مسخ کر کے پیش کیا تھا کہ جدید نسل کو ان کی طرف اپنا انتساب کرنے سے بھی شرم آنے لگی تھی، ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا، یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو (جن کا مغربی مصنفوں اور ان کے خوشہ چینوں ہی کی کتابوں پر انحصار واعتماد ہے) اس شاطرانہ حملۂ فرنگ کا شکار ہوتے ہوئے دیکھا گیا، ان لوگوں کے لئے مغربی اہل قلم کی تحریریں ایسے مستند علمی مآخذ اور قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہیں جن میں بحث وجرح کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔

اس خطرہ کو سب سے پہلے ندوہ کے بانیوں نے محسوس کیا اور نصاب ونظام تعلیم کی اصلاحی تحریک سے صرف نظر کئے بغیر اس میدان کی طرف بھی توجہ کی اور وہ علماء جن کا تعلیمی تحریک سے براہ راست سابقہ تھا ایک علمی وثقافتی طرز کو فروغ دینے اور نئے ترقی یافتہ انداز میں ''تاریخ اسلام'' لکھنے میں منہمک ہوگئے، جس سے ہر پڑھا لکھا آدمی فائدہ اٹھا سکے اور ہر ذوق کے لئے وہ قابل قبول ہو۔

جدید تاریخ اس کی گواہ ہے کہ علماء ندوہ صرف فکری سیلاب کے مقابل ہی نہیں کھڑے ہوئے، بلکہ فکر اسلامی کے لئے ہر خطرناک تحریک پر انہوں نے نظر رکھی اور اپنے امکان بھر زبان وقلم سے اس کا مقابلہ کیا اور ایسے نقوش تاباں چھوڑے جو دفاع اسلام کی تاریخ کے صفحات سے محو نہیں کئے جاسکتے اور اس طرح انہوں نے اسلامی لٹریچر کے ذخیرہ میں بیش قیمت اضافہ کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ندوۃ العلماء نے مغربی سامراج اور فکری یلغار کے بعد کی پیدا ہونے والی مخالف تحریکوں قادیانیت ومسیحیت، فتنہ انکار حدیث مستشرقین کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات اور قوم پرستی وغیرہ کا مقابلہ کرنے کے سلسلہ میں شاندار کردار ادا کیا ہے۔ مسلم پرسنل لا جیسے مسائل (جن کا تعلق معاشرتی واجتماعی زندگی سے ہے) ندوۃ العلماء کے فضلاء کی دلچسپی وتوجہ کا مرکز رہے ہیں۔

عالم عربی میں جب قومیت واشتراکیت، دینی رجحان واسلامیت کے استیصال وبیخ کنی کی آندھی چلی اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں نے سر اٹھایا اور وسیع پیمانہ پر دار وگیر نے ان ملکوں کے علماء کو خاموش ہوجانے پر مجبور کردیا اور ایک بڑے طبقہ کو جلاوطن اور طرح طرح کی سزاؤں کا شکار ہونا پڑا اور مارکیٹ میں کرایہ کے لکھنے والوں کی زہریلی اور گمراہ کن تحریروں کا انبار لگ گیا تو ''إلى الإسلام من جديد'' (اسلام کی طرف واپس آؤ) کی صدا دارالعلوم ندوۃ العلماء سے بلند ہوئی، عرب ملکوں میں اس آواز کو خاموش کرنے کی مختلف کوششوں اور یہاں کی کتابوں اور مجلّات ورسائل پر پابندیوں کے باوجود اہل ندوہ کی کوششوں کی صدائے بازگشت بیرونی ممالک کے علمی وثقافتی حلقوں میں سنی گئی اور وہ ان ملکوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئی اور اللہ کے فضل سے حق کو غلبہ نصیب ہوا۔

عالم عربی کے فکری ارتداد کے سلسلہ میں جو مقالات ورسائل یہاں کے

www.abulhasanalinadwi.org

فضلاء کے قلم سے نکلے اور ''اسلامیت ومغربیت کی کشمکش'' کے موضوع پر مختلف زبانوں میں جو کتابیں شائع ہوئیں انہوں نے آنکھوں سے پردے ہٹانے اور بین الاقوامی سازش کو بے نقاب کرنے میں بڑا حصہ لیا۔ اسی طرح عربی ماہنامہ ''البعث الاسلامی'' اور پندرہ روزہ ''الرائد'' ان صالح افکار کے حامل اور اس گمراہ کن تحریک سے برسرپیکار رہے ہیں۔ اسلام کی طرف سے یہ جوابی حملے فکری انقلاب اور ایک پشتہ اور تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے طاقت کا سرچشمہ ثابت ہوئے اور اس طرح فکری ارتداد کے لئے ایک رکاوٹ بن گئے۔

ندوۃ العلماء نے ملک کے اندر اسلامی کاز اور اسلامی بیداری سے چشم پوشی نہیں کی، بلکہ اس پر بھرپور توجہ دی اور دعوت اسلامی اور اسلامی بیداری کو صحیح خطوط پر چلانے کی فکر وسعی بلیغ کی، اس مقصد کے لئے اردو زبان میں پندرہ روزہ رسالہ ''تعمیر حیات'' جاری کیا جو علمی اور دینی حلقوں میں کافی مقبول ہے، اس سے پہلے ۱۹۳۰ء کے دور میں ''الندوہ'' جاری کیا، پھر اس کے بعد انگریزی میں 'The Fragrance of East' اور ہندی میں ''سچا راہی'' جاری کیا، ان رسائل ومجلّات نے علمی وذہنی غذا کی فراہمی کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں میں لکھنے والوں کی تیاری کا بھی کام کیا۔

علمی میدان میں محققانہ انداز

تحریک ندوہ کے بعض قائدین نے بعض اوقات تن تنہا وہ خدمت انجام

www.abulhasanalinadwi.org

دی جو ایک پوری اکیڈمی کا کام ہے۔ چنانچہ ان کے یہ کارنامے ان کے بعد کے آنے والوں کے لئے نشان راہ ثابت ہوئے، علامہ شبلی نعمانیؒ (جن کی ذات یونیورسٹیوں کے فضلاء اور علمائے دین کا سنگم تھی) کی بلند پایہ کتاب ''سیرۃ النبیؐ'' اور تنقید ادب و تاریخ پر ان کتابوں نے تعلیم یافتہ طبقہ کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلی اور ان کی "الجزیۃ فی الاسلام" "حقوق الذمیین" کتب خانہ اسکندریہ'' اور ''اورنگ زیب عالمگیر پر تاریخی نظر''، علمی حلقوں اور تعلیم یافتہ طبقہ میں مقبول ہوئیں اور نئی نسل کے اندر اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب پر اعتماد بحال کرنے اور احساس کمتری کو دور کرنے میں انہوں نے بڑی خدمت انجام دی۔

مولانا شبلیؒ نے ان کتابوں اور مقالوں میں ایسے نازک مسائل کو اٹھایا تھا جنہیں مستشرقین نے ہوا دی تھی اور جو زمانۂ قدیم کے کلامی اور اعتقادی مسائل کی اہمیت اختیار کر گئے تھے۔

جب جرجی زیدان نے اپنی کتاب ''تاریخ التمدن الإسلامی ''میں گمراہ کن خیالات کا اظہار کیا تو علامہ شبلیؒ نے اس حملہ کا جواب دیا جو بہت دوررس نتائج کا حامل تھا اور اس کتاب کی تنقید اور اس کی دسیسہ کاریوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب (الانتقاد علی التمدن الإسلامي) لکھی۔

اسی طرح '' الہلال'' اور ''البلاغ'' میں آپ نے اسلامی تمدن اور

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمانانِ ہند کے سلسلہ میں جو مقالات لکھے انہوں نے علم وادب کے میدان میں اپنا گہرا اثر چھوڑا۔

یہ علامہ شبلیؒ ہی کا کارنامہ تھا کہ انہوں نے مشاہیرِ اسلام کی سیرت ایسے نئے علمی انداز میں لکھنا شروع کی جو ان سے پہلے کسی نے اختیار نہیں کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کی سیرت ''الفاروق'' کے نام سے لکھی جو اپنے موضوع پر بہترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ تاریخ اسلام اور اسلامی شخصیتوں پر لکھی جانے والی کتابوں میں بھی خاص امتیاز رکھتی ہے، اسی طرح ''الغزالی'' میں انہوں نے امام غزالی کے کارناموں ان کے فلسفہ، ان کے اسلام کی طرف سے دفاع اور ان کے علمی وذہنی مرتبہ کا تعارف کرایا ہے ''سوانح مولانا روم'' میں ان کے فلسفہ اور فکر اسلامی کی تاریخ اور دینی اصلاح کے سلسلہ میں ان کی بیش قیمت خدمات کا ذکر کیا ہے۔ سیر وسوانح پر ان کی قیمتی کتابوں کے علاوہ فارسی شاعری اور شعراء ایران پر ان کی معرکۂ آراء کتاب ''شعر العجم'' مدارس وجامعات کے نصاب میں داخل ہے اور اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے، اس علمی سرگرمی کے علاوہ علامہ شبلیؒ کا تعلق اپنے عہد کی معاشرتی اور سیاسی تحریکات سے بہت گہرا تھا۔

ان کے شاگرد رشید مولانا سید سلیمان ندویؒ کا کارنامہ اپنے استاد کے کارناموں کو فروغ دینا ہی نہ تھا، بلکہ انہوں نے نئے علمی آفاق کی دریافت بھی

www.abulhasanalinadwi.org

کی اور علوم اسلامیہ کی نشرواشاعت کے لئے نئے تقاضوں کے پیش نظر نئی سمتوں کی طرف پیش قدمی کی، چنانچہ انہوں نے ''سیرۃ النبیؐ'' کی تکمیل اپنے استاذ علامہ شبلیؒ کے بنائے ہوئے خطوط پر کی اور ان کے ایک خواب کی عملی تصویر پیش کردی اور اس طرح علمی یادگار کو دوام بخشا جو اپنے موضوع کی بیسیوں کتاب کا نچوڑ ہے، اس میں انہوں نے ان موضوعات سے خاص طور پر بحث کی جو مستشرقین کے شبہات کا ہدف تھے۔ خاص طور پر عقائد وعبادات واخلاق پر انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے طرز کی ایک نئی کوشش اور نئے علم کلام کی تدوین وترتیب کا نمونہ تھا، سیرت نبوی پر مدراس میں دیئے گئے خطبات (۱) عصر حاضر میں سیرت نبوی کی بہترین ترجمانی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کتاب کو عالم عرب کے علماء نے زبردست خراج تحسین پیش کیا اور نامور عالم ومصنف شیخ ناصر الدین البانی نے اس کتاب کو بڑا سراہا ہے اور اپنے بعض مقالات میں اس کے اقتباسات بھی پیش کئے ہیں۔

آپ نے ایک کتاب قرآن مجید میں مذکور مقامات اور شہروں کی تحقیق میں لکھی ہے، جن کا مختلف زبانوں میں آنے والے انبیاء سے کچھ تعلق تھا، ان سے آپ نے جغرفیائی، تاریخی، لغوی اور ادبی نقطۂ نظر سے بحث کی تھی اس کا نام ''ارض القرآن'' ہے جس زمانہ میں یہ کتاب لکھی گئی تھی اپنے موضوع پر

(۱) جو عربی اور انگریزی میں ترجمہ ہو چکے ہیں، عربی میں اس کا ترجمہ مولانا محمد ناظم ندوی نے کیا جس کے دمشق وقاہرہ سے "الرسالة المحمدية" کے عنوان سے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

منفرد کتاب کی حیثیت رکھتی تھی، آپ نے ایک کتاب ''عرب و ہند کے تعلقات'' پر بھی لکھی، یہ کتاب اور ان کی دوسری کتاب ''خیام'' بحث و تحقیق (ریسرچ) کا اعلیٰ نمونہ ہے، آپ نے اپنے استاذ علامہ شبلیؒ کی سیرت اس انداز میں لکھی جو ان کے عہد کی تاریخ بن گئی ہے ''عربوں کی جہاز رانی'' ''سیرت عائشہ'' حیات امام مالکؒ' یہ سب کتابیں بحث و تحقیق اور ادب و انشاء کے بلند نمونوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ان کی ان حقیقی علمی خدمات کے پیش نظر علامہ اقبالؒ نے ان کو ''علوم اسلامیہ کی جوئے شیر کا فرہاد کہا تھا۔

ان ابنائے ندوہ میں جو تحریک ندوۃ العلماء اور قدیم صالح اور جدید نافع کو جمع کرنے کے سلسلہ میں اس کی فکر کی بہترین نمائندگی کرتے ہیں۔ مولانا عبدالباری ندویؒ (سابق استاذ فلسفہ جدید عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد) ہیں جنہوں نے فلسفۂ قدیم و جدید کا بڑا گہرا مطالعہ کر کے اسے عقائد اسلامیہ کے اثبات اور اس الحاد کے ابطال کا کام لیا جسے کمزور عقیدہ کے اہل علم، علم و فلسفہ کا لازمی نتیجہ سمجھتے ہیں ''مذہب و عقلیات'' (۱) اور ''مذہب و سائنس'' کے علاوہ فلسفۂ جدید پر انہوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ مذہب و عقلیات کا عربی ترجمہ عالم عربی کے علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوا اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، بعض عرب اساتذہ نے اس کے مطالعہ کے بعد تاثر ظاہر کیا کہ یہ عربی مدارس کے نصاب میں داخل کرنے

(۱) راقم سطور نے اسے عربی میں منتقل کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

لائق ہے اور علم اور دین کے ٹکراؤ کا جو تصور یورپ نے دیا اس کا بھی موثر علمی انداز سے رد کیا گیا ہے، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب (مذہب وعقلیات) کو اپنی محسن کتابوں میں شمار کیا ہے۔

مولانا حکیم سید عبدالحیؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء) نے علماء، امراء، اعیان ومشائخ اور ہندوستان کی باکمال شخصیتوں کے حالات میں اپنی مشہور کتاب ''نزهة الخواطر'' تالیف کی جو تقریباً پانچ ہزار تذکروں پر مشتمل ہے، اس طرح یہ کتاب ہندوستانی شخصیتوں کی انسائکلو پیڈیا بن گئی ہے، یہ آٹھ جلدوں کی کتاب اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے جو مشرق ومغرب میں اس موضوع پر سند وماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔ ریاض سے ''الإعلام بمن في تاريخ الهند من الأعلام'' کے نام سے تین جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔

ان کی ایک دوسری کتاب ہندوستان میں علوم اسلامیہ کے نشوونما کی تاریخ پر ہے، اس میں خاص طور پر علمائے ہند کی علمی خدمات اور تصنیفی کاوشوں کا مفصل تذکرہ آ گیا ہے۔ ہندوستانی علماء نے علوم نقلیہ وعقلیہ اور دین وادب پر اسلام کی آمد سے لے کر چودھویں صدی کے وسط تک جو کچھ لکھا ہے اس کا احاطہ کیا گیا ہے (۱)۔

(۱) اسے المجمع العلمی العربی دمشق نے ۱۳۷۷ھ میں ''الثقافة الإسلامية في الهند'' کے نام سے شائع کیا اور اس کا ترجمہ دارالمصنفین اعظم گڈھ نے ''اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں'' کے نام سے شائع کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی تیسری تصنیف ''الھند فی العھد الاسلامی'' ہے یہ اس سلسلہ کتب کی ایک زریں کڑی ہے جو مختلف ملکوں کے مسلمان مصنفوں نے خطط وآثار پر لکھی ہیں، یہ کتاب اسلامی عہد کے ہندوستان سے جغرافی، تاریخی، اثری، انتظامی اور سیاسی لحاظ سے بحث کرتی ہے اور ہندوستان کی تعمیر وترقی میں مسلمانوں کی خدمات اور آثار ونشانات پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے(۱)۔

اس طرح ان عربی کتابوں کے مصنف اس اسلامی ہندوستان (جو اپنی شخصیات اور اسلامی وعلمی خدمات وآثار میں کسی سے کم نہیں) اور عالم اسلامی وعربی کے درمیان تعارف وتعلق کا ذریعہ بن گئے جس سے تعلق کا ذریعہ صرف عربی زبان تھی، یہ رابطہ وواسطہ صدیوں سے ہندوستانی مصنفین کے اس موضوع پر عربی میں نہ لکھنے اور صرف فارسی کی طرف توجہ کرنے کے سبب مفقود تھا، رابطہ کی یہ گمشدہ کڑی اس عظیم مصنف کی کوششوں سے مل گئی اور اسلامیات کے عالمی ذخیرہ کا یہ خلا پر ہوگیا۔

ندوۃ العلماء کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ ان قیمتی کتابوں کا مصنف اس عظیم ادارہ کے بانیوں اور ایک مدت دراز تک منتظمین میں رہا ہے۔ جن علمی کتابوں کا ذکر ہوا انہیں اکیڈمیاں بھی مشکل سے پیش کرسکتی ہیں۔ لیکن وہ صرف فرد واحد کا کارنامہ ہیں اور اس بلند علمی جذبہ پر دلالت کرتی ہیں جو ہر قسم

(۱) اسے دائرۃ المعارف حیدرآباد نے ۱۹۷۲ء میں شائع کیا، اس کا اردو ترجمہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنو نے ''ہندوستان اسلامی عہد میں'' کے نام سے شائع کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے صلہ اور داد و تحسین سے بے نیاز ہے جس کی نہ حکومت کی مدد پر نظر ہوتی ہے نہ نشر و اشاعت کی سہولتوں پر، یہی وہ رضا کارانہ خدمت اور احتساب کا جذبہ ہے جو سلف صالحین اور مخلص مولفین کے کارناموں کا طرۂ امتیاز ہے اور جس کی بدولت انہوں نے اپنے پیچھے ایسا عظیم علمی ذخیرہ چھوڑا جس پر امت اسلامیہ کو ناز اور جو تاریخ علم و تمدن کے لئے وجہ اعزاز ہے۔

علامہ عبدالحی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء کے فرزند ارجمند حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء نے سیرت وسوانح اور فکر اسلامی کے موضوع پر ایک بیش بہا کتب خانہ تیار کردیا، ان میں ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' ''اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش'' ''تاریخ دعوت وعزیمت'' ''نبی رحمت'' ''ارکان اربعہ'' ''سیرت سید احمد شہید'' سرفہرست ہیں، اس کے علاوہ تعلیم کے ابتدائی مرحلہ سے لیکر تعلیم کے اعلیٰ مرحلہ تک کا ایک نصاب تیار کیا جس کو ندوہ کے علاوہ دنیا کی دیگر یونیورسٹیوں نے بھی اختیار کیا اور ماہرین تعلیم وتربیت نے اس کو سراہا، تصنیف وتالیف کے علاوہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے دعوت وارشاد اور اصلاح وتربیت اور قومی وملی مسائل میں مسلمانان ہند کی رہنمائی کی، اسلامی ودینی تشخص اور شریعت اسلامی کی حفاظت میں کارہائے نمایاں انجام دئے اور ندوۃ العلماء نے آپ کے دور نظامت میں عالمی شہرت حاصل کی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہندوستان اور عالم عربی میں رابطہ اور ندوۃ العلماء کا عالم عربی میں اعتراف

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے دور نظامت میں ندوہ کے عالم عربی واسلامی سے تعلقات قائم اور مستحکم ہوئے اور عرب علماء، مفکرین، ادباء، محققین اور دانشور حضرات کی ندوہ آمد ہوئی، جس سے دار العلوم کے طلبہ کو عربی زبان وبیان کے سیکھنے کا موقع ملا اور ان کے محاضرات سے طلبہ کو بڑا فائدہ ہوا، حضرت مولانا کے دور نظامت میں ندوہ میں کئی عالمی کانفرنسیں منعقد ہوئیں، جن میں عالم عربی واسلامی کے ممتاز ترین علماء وادباء ودانشور شریک ہوئے، عالمی رابطہ ادب اسلامی کی دو عالمی کانفرنسیں ہوئیں اور ندوہ نے فتنۂ قادیانیت اور مسلمانوں کو درپیش دینی، ملی اور فکری مسائل پر عالمی کانفرنس منعقد کی، جس میں عرب علماء بڑی تعداد میں شریک ہوئے، ندوۃ العلماء تشریف لانے والے عرب علماء ومفکرین میں درج ذیل حضرات قابل ذکر ہیں:

امام حرم شیخ عبدالعزیز آل الشیخ، امام حرم شیخ عبدالرحمٰن السدیس، امام حرم شیخ محمد بن عبداللہ السبیل جو کہ رئیس شؤن الحرمین رہ چکے ہیں، شیخ الازہر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود، ڈاکٹر حسین الذہبی وزیر اوقاف وامور ازہر، شیخ عبدالجلیل عبدہ شلبی سکریٹری جنرل مجمع البحوث الإسلامیہ مصر، شیخ احمد عبدالعزیز آل مبارک رئیس القضاۃ

www.abulhasanalinadwi.org

ابوظبی، شیخ عبداللہ العلی المحمود مدیر عام اوقاف وامور دینیۃ شارقہ، بیت المقدس کے سابق امام وخطیب ڈاکٹر محمد محمود صیام، احیاء التراث الاسلامی قطر کے ڈائرکٹر شیخ عبداللہ ابراہیم انصاری، رابطہ عالم اسلامی کے سابق جنرل سیکریٹری ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف، ڈاکٹر یوسف القرضاوی صدر کلیۃ التربیۃ قطر یونیورسٹی، شیخ یوسف جاسم الحجی صدر جمعیۃ خیریہ کویت، شیخ حسن حبنکہ میدانی صدر رابطۃ العلماء دمشق، ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی جنرل سکریٹری رابطۃ العالم الاسلامی مکہ مکرمہ، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ استاد شریعت اسلامی امام محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض، استاد محسن احمد باروم جدہ، ڈاکٹر کامل شریف اردن، ڈاکٹر عبدالمنعم النمر وزیر اوقاف مصر، قاری عبدالباسط عبدالصمد مصری، شیخ علی الطنطاوی، شیخ عبداللہ احمد عبداللہ پرنسپل کلیۃ اصول الدین جامعہ ازہر، ڈاکٹر عبدالعزیز الفد اوائس چانسلر ریاض یونیورسٹی، شیخ عبدالرحمٰن الحصین سابق ڈائرکٹر سکنڈری ایجوکیشن وزارت تعلیم سعودی عرب، شیخ صالح الحصین موجودہ رئیس شؤن الحرمین، شیخ عبداللہ العقیل، شیخ ناصر العبودی نائب سکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی، امیر کویت شیخ سلطان الہاشمی۔

ملی اور قومی خدمات میں ندوۃ العلماء کا حصہ

سابق ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے عظیم تصنیفی، تعلیمی خدمات کے ساتھ ملت اسلامیہ کی رہنمائی کا عظیم کردار ادا کیا، انہوں نے ادب، تاریخ اسلام اور فکر اسلامی پر علمی ادبی اسلوب

www.abulhasanalinadwi.org

میں جو کتابیں تصنیف کیں، وہ عالم اسلام میں بے حد مقبول ہوئیں، اس کے ساتھ ساتھ وقت کے فتنوں کے خلاف آواز اٹھائی، چاہے وہ قومیت عربیہ ہو جو درحقیقت الحاد کی دعوت تھی، یا قومیت ہندیہ کی تحریک ہو، لسانی عصبیت ہو، یا تہذیبی برتری اور مغربیت اور مشرقیت کی کشمکش ہو، اس کا علمی انداز سے تجزیہ کرنے کے ساتھ عملی میدان میں بھی مسلم پرسنل لا بورڈ، پیام انسانیت اور اصلاح معاشرہ کے پلیٹ فارم سے اس کا مقابلہ کیا، وندے ماترم کے مسئلہ میں اپنی شدید علالت اور کمزوری کے باوجود جرأتمندانہ فیصلہ کیا اور اس کے خطرناک پہلوؤں کی طرف متوجہ کیا۔

ندوۃ العلماء کے قائدین پارٹی، تنظیمی اور جماعتی عصبیت سے ہمیشہ بلند رہے اور انہوں نے ملت اسلامیہ واحدہ کے تصور کو ہمیشہ شعار بنایا۔

ندوۃ العلماء کے قائدین قلعہ بند دفاع کے قائل نہیں تھے، ان کا نظریہ تھا کہ اپنے مخالف کو سمجھنے اور سمجھانے سے مسائل بغیر ٹکراؤ کے حل ہو سکتے ہیں، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے اسی طریقہ کو اختیار کیا، جس سے ان کی بات مخالف حلقوں میں بھی بغیر تلخی کے احساس کے سنی جاتی تھی۔

اس اعتبار سے ندوۃ کی تحریک ایک اصلاحی تحریک ہے جس کا تعلق تعلیم سے بھی ہے دعوت سے بھی اور سماجی زندگی سے بھی۔

بحث و تحقیق کے ادارے

دارالمصنفین اعظم گڑھ

ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں اور اس کے دارالعلوم کے فضلاء نے انفرادی طور پر اہل ذوق کے لئے وافر علمی سرمایہ اور اپنی کتابوں کا ایک وسیع ذخیرہ فراہم کر دیا تھا۔ چنانچہ اس ابتدائی دور میں ایسی کتابیں لکھی گئیں جو واقعۃً تاریخ و سیرت اور طبقات کے فنون کی انسائکلو پیڈیا کہی جا سکتی ہیں۔ لیکن یہ تمام کوششیں متفرق تھیں اور بغیر تنظیم کے انجام پا رہی تھیں۔ چنانچہ علامہ شبلیؒ کو اسلامیات کے ایک تحقیقی ادارہ کے ذریعہ مصنفین کی تربیت کا خیال پیدا ہوا اور انہوں نے اس مقصد کی خاطر اعظم گڑھ میں ''دارالمصنفین'' کے نام سے ۱۹۱۴ء میں ایک علمی ادارہ کی بنیاد رکھی، ان کی وفات کے بعد اس کی نظامت اور علمی نگرانی ان کے تلمیذ ارشد مولانا سید سلیمان ندوی کے سپرد ہوئی اور انتظام مولانا مسعود علی ندوی کے ذمہ ہوا، اس علمی ادارہ کی سربراہی ایک مدت تک ندوی فضلاء کے ہاتھوں میں رہی اس ادارہ کے ممتاز رفقاء اور مولانا سید سلیمان ندوی کے

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھیوں میں مولانا عبدالسلام ندوی بھی تھے جن کا شمار ملک کے ممتاز فضلاء محققین اور ادیبوں میں ہے اور جو مولانا شبلی کے طرز نگارش کے کامیاب پیرو ہیں، وہ متعدد بلند پایہ کتابوں کے مصنف تھے جن میں سب سے مشہور کتاب ''اسوۂ صحابہ'' تین جلدوں میں ہے جس نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔

ان دوسر برآوردہ شخصیتوں کے علاوہ دوسرے ندوی فضلاء بھی ہیں جو اس ادارہ سے متعلق رہے جنہوں نے اسلامی موضوعات، کلام، تاریخ وجغرافیہ، سیرت اور دوسرے علوم پر کتابیں لکھی ہیں، ان میں سب سے زیادہ ممتاز ومشہور مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی ہیں جنہوں نے اپنے استاذ مولانا سید سلیمان ندوی کے بعد دارالمصنفین کی ذمہ داری سنبھالی اور جن کا ۱۳؍دسمبر ۱۹۷۴ء میں انتقال ہوا، ان کے علاوہ مولانا حاجی معین الدین احمد ندوی، مولانا سید ریاست علی ندوی، پروفیسر سید نجیب اشرف ندوی، مولانا سید ابوظفر ندوی، مولوی ابوالحسنات ندوی، مولانا عبدالسلام صاحب قدوائی ندوی بھی قابل ذکر ہیں جو اپنے وقت میں اس ادارہ سے وابستہ اور خدمت علم وفن میں مصروف رہے اور جن کی متعدد کتابیں مقبول عام ہوچکی ہیں۔ تصنیفی سرگرمی اور ہندوستان میں اسلامی اور علمی مباحث کو فروغ دینے میں اس ادارہ کا شاندار حصہ رہا ہے۔ اس لئے یہ ادارہ ہندوستان میں مصنفین کا قافلہ سالار اور اردو میں عربی، فارسی سے براہ راست استفادہ کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ یہ ادارہ ایک علمی ماہنامہ ''معارف'' کے نام سے نکالتا ہے جس میں علمی، ادبی اور اسلامی موضوعات پر مضامین ہوتے ہیں اور جو ہندوستان کے

www.abulhasanalinadwi.org

وقیع علمی رسائل میں شمار ہوتا ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی کے انتقال کے بعد اس کی ادارت مولانا عمیر الصدیق ندوی دریابادی کر رہے ہیں۔

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

علامہ شبلی نعمانی نے جو تصنیفی ادارہ قائم کیا تھا اس نے اپنی کوششیں اسلامی اور علمی موضوعات پر مرکوز کردیں ان پر تاریخی رنگ غالب تھا، لیکن اس عرصہ میں عالم اسلام میں نئے مسائل اور نئی صورت حال پیش آنے لگی، مثلاً قومیت، نئے مکاتب فکر، فلسفیانہ فتنے اور جارحانہ سیاسی رجحانات سامنے آنے لگے جو فکر اسلامی کے لئے ایک چیلنج تھے، اس ضرورت کا احساس مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (ناظم ندوۃ العلماء) کو ہوا اور انہوں نے ندوۃ العلماء میں ایک علمی ادارہ کی بنیاد رکھی جس کا مقصد سیاست ومعاشرت، کلام اور فقہ وشریعت کے مسائل حاضرہ سے بحث اور اسلام کا پیغام اور اس کے عصر حاضر میں قائدانہ صلاحیت کی عصری اسلوب اور ہندوستانی اور عالمی زبانوں میں ترجمانی تھی، دارالمصنفین اعظم گڑھ کی قابل قدر علمی خدمات اردو تک محدود تھیں، لیکن ندوۃ العلماء میں مئی ۱۹۵۹ء میں قائم ہونے والے اس ادارہ نے اردو کے علاوہ اور ہندوستانی زبانوں اور عربی میں بھی اسلامی مباحث کی اشاعت کا اہتمام کیا اور انگریزی زبان کی طرف خاص توجہ کی۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ انگریزی زبان جس سے ہندوستانی مسلمان ایک

www.abulhasanalinadwi.org

صدی سے متعلق ہیں اور جس میں ایسے قادر الکلام اور ادیب پیدا ہوئے جن کا اہل زبان نے بھی لوہا مان لیا، اس میں اسلامی ادب کو پورا حق نہ مل سکا، یہ ایسا خلاء اور ایسی کوتاہی تھی جس سے نئی نسل کی بڑی حق تلفی ہوئی اور جس کی وجہ سے وہ ملحدانہ تحریکوں اور دعوتوں کا ایک وسیع میدان بن گئی، چنانچہ اس ادارہ نے انگریزی میں چند قیمتی کتابیں شائع کیں جو عالم اسلامی کے علاوہ تین براعظموں افریقہ امریکہ اور یورپ میں اشاعت پذیر ہوئیں جہاں انگریزی زبان بولی جاتی ہے، ان کتابوں کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اس لئے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس وقت کوئی دوسرا ایسا ادارہ نہیں جس نے انگریزی زبان میں اسلامیات کے ذخیرہ میں ایسا قیمتی اضافہ کیا ہو، ان کتابوں نے ہندو بیرون ہند کے علمی حلقوں سے خراج تحسین حاصل کیا ہے اور ان ملکوں کے موقر انگریزی اخبارات ورسائل نے اپنے تبصروں میں ان کتابوں کی علمی وادبی قدر وقیمت کا کھل کر اعتراف کیا ہے ان میں سے بعض کتابیں اپنے موضوع پر منفرد حیثیت رکھتی ہیں۔

اب تک مجلس سے شائع ہونے والی کتابوں کی تعداد ۳۲۸ سے اوپر ہے۔ جو اردو، انگریزی، ہندوستانی اور عربی زبانوں میں شائع ہوئی ہیں۔ انگریزی مطبوعات کی تعداد تیس کے قریب ہے۔ مجلس کی انگریزی کتابوں کی فہرست پر ایک نظر ڈالنے ہی سے اس کی خدمات کی کمیت وکیفیت، ان کتابوں کے موضوعات کے تنوع اور طباعتی حسن کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جو اس ادارہ کی (قلت وسائل کے باوجود) محدود کوششوں پر اچھی طرح روشنی ڈالتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآنی علوم

علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا عبد الباری ندوی، مفسر قرآن مولانا محمد اویس نگرامی اور مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ندوۃ العلماء کے وہ ممتاز فضلاء ہیں، جنہوں قرآنیات کو اپنا موضوع بنایا، اس سلسلہ میں درس قرآن اور تحریروں کے ذریعہ اول الذکر دونوں شخصیتوں نے سورتوں اور آیات پر حواشی لکھے جن کو اہل علم ونظر نے دیکھا اور ان کی قرآن فہمی سے متاثر ہوئے، افسوس ہے کہ ان دونوں حضرات کا کام منظر عام پر نہ آسکا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی اس موضوع پر کتابیں ''مطالعۂ قرآن کے اصول ومبادی''، ''معرکۂ ایمان ومادیت'' اور ''قرآنی افادات'' قابل ذکر ہیں۔

مولانا محمد شہاب الدین ندوی نے بنگلور میں فرقانیہ اکیڈمی قائم کی، اس اکیڈمی نے اسلامیات اور خصوصاً قرآنیات کے موضوع پر وقیع علمی کتابیں شائع کی، جنہوں نے عالم اسلام میں بڑی شہرت حاصل کی۔

مولانا عبد اللہ عباس ندوی سابق پروفیسر ام القری یونیورسٹی اور سابق معتمد تعلیم ندوۃ العلماء نے قرآنی علوم کو اپنی بحث وتحقیق کا موضوع بنایا اور انہوں نے لسانیات پر تحقیق کے ساتھ لغات القرآن پر تحقیقی کام کیا اور ''قاموس القرآن'' کے نام سے ایک وقیع کتاب تصنیف کی، جو عالم اسلام میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی اور اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

موجودہ ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اور مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی نے عربی زبان وادب اور فکر اسلامی کے موضوع پر متعدد کتابیں تصنیف کیں، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی تصنیفات میں ''رہبر انسانیت'' "الأدب العربی بین عرض ونقد" "تاریخ الأدب العربی (العصر الإسلامی) "منثورات من أدب العرب" ''مولانا سید ابوالحسن علی ندوی عہد ساز شخصیت'' ''جزیرۃ العرب'' ''مثالی امت'' ''تعلیم اور سماج'' اور "معلم الإنشاء" قابل ذکر ہیں۔

علم، ادب اور فکر اسلامی کا متوازن امتزاج ندوی فضلاء کی علمی کاوشوں کی علامت بن گیا ہے، متعدد جامعات میں اعلیٰ علمی ذمہ داریوں پر فائض ندوی فضلاء نے اس امتزاج کو صرف قائم ہی نہیں رکھا، بلکہ اس میں موجودہ دور کے تقاضوں کے اعتبار سے اضافہ کیا، جو علامہ شبلی نعمانی کی تربیت اور تصنیفی مزاج کی دین ہے۔

حدیث وفقہ کے میدان میں ندوی فضلاء کا حصہ

عام طور پر یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ ندوۃ کے فضلاء کا مرکز توجہ ادب، تاریخ اور فکری موضوعات رہے ہیں، لیکن موجودہ عصر میں بعض ممتاز ندوی فضلاء کی فقہ وحدیث کے میدان میں علمی خدمات نے اس غلط تاثر کا ازالہ کر دیا، فقہ میں مولانا شفیق الرحمٰن ندوی، ڈاکٹر علی احمد ندوی اور حدیث کی تحقیق میں مولانا ڈاکٹر

www.abulhasanalinadwi.org

تقی الدین ندوی کی علمی کوششوں نے عالمی شہرت اور اعتراف حاصل کیا، مولانا شفیق الرحمٰن ندوی نے "الفقه الميسر" کے نام سے عام فہم اور آسان اسلوب میں ایک کتاب تیار کی جو بہت مقبول ہوئی اور مدارس اسلامیہ نے اپنے نصاب میں شامل کیا، ڈاکٹر علی احمد ندوی کو ان کی خدمات پر فیصل اوارڈ دیا گیا، مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی اپنے مدرسہ (جامعہ اسلامیہ اعظم گڈھ) کے ساتھ "مركز الإمام أبو الحسن" قائم کیا، جس سے متعدد علمی کتابیں جن کا تعلق حدیث کے موضوع سے ہے شائع کیا، اور علمی تحقیق کرنے والوں کی انہوں نے ٹیم تیار کردی، خود ڈاکٹر تقی الدین ندوی کی تحقیق کے ساتھ متعدد اہم کتابیں شائع ہوکر عالم عربی میں مقبول ہوچکی ہیں۔

ان کے علاوہ ایک دوسرے ندوی فاضل مولانا ڈاکٹر محمد اکرم ندوی ہیں، انہوں نے آکسفورڈ اسلامک سنٹر میں حدیث شریف کی خدمت کرنے والی خواتین کی ایک مفصل ڈائرکٹری عربی وانگریزی میں تیار کی ہے اور فقہ اسلامی کے موضوع پر بھی انگریزی میں کئی کتابیں شائع کی ہیں، جو خود یورپ میں مقبول ہورہی ہیں۔

ندوۃ العلماء نے طلباء دارالعلوم میں علوم قرآن اور علوم حدیث پر ریسرچ اور تحقیق کا ذوق اور ملکہ پیدا کرنے کے لئے "المجمع العلمي للدراسات في علوم القرآن والسنة" قائم کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

دارعرفات رائے بریلی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء نے محبّ گرامی مولانا سید محمد الحسنی اور مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تعاون سے رائے بریلی میں دارعرفات برائے مطالعات اسلامی قائم کیا، جس کا مقصد امت کو صحیح فکر سے روشناس کرانا اور تعلیمی اداروں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا اور اہم علمی وفکری کتابوں کی اشاعت ہے، اس ادارہ نے اسلامی موضوعات پر متعدد کتابیں شائع کی ہیں، اسی کے ساتھ یہ ادارہ باحثین اور ریسرچ اسکالروں کی تربیت ورہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً ورکشاپ اور علمی مذاکروں کا بھی اہتمام کرتا ہے، تقریباً پانچ سال قبل سید احمد شہید اکیڈمی کے نام سے اس کے اشاعتی شعبہ کو متحرک کیا گیا، اب تک ۱۳۰ اہم علمی، فکری اور دینی کتابیں شائع ہوکر مقبول ہوچکی ہیں، ابھی حال ہی میں اس ادارہ کے ماتحت ''مركز الإمام أبي الحسن الندوي للبحوث والدعوة والفكر الإسلامي'' کا قیام عمل میں آیا ہے، اس کے تین شعبے تشکیل دئے گئے ہیں: شعبۂ تحقیقات، شعبۂ تدریب، شعبۂ احیائے مکاتب۔

دینی واسلامی مکاتب ومدارس کا قیام

ندوۃ العلماء کے فضلاء نے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں دینی

www.abulhasanalinadwi.org

واسلامی مدارس ومکاتب کا جال پھیلا دیا ہے، یہ سارے مدارس ندوہ کے نصاب ونظام تعلیم کے مطابق کام کررہے ہیں، اس طرح ندوۃ کا پیغام وکام پورے ملک میں عام ہوگیا۔ شہر کے اندر مکاتب کے علاوہ ملک کے طول وعرض میں ندوۃ العلماء کے مدارس ملحقہ کی تعداد ۱۸۴ ہے اور مزید درخواستیں زیرغور ہیں۔ یہ ندوۃ العلماء کی رفتار ترقی اور اس کے نصاب ونظامِ تعلیم وتربیت کی مقبولیت کی بڑی دلیل ہے۔

شعبۂ دعوت وارشاد

ندوۃ العلماء نے علمی، تصنیفی، تحقیقی اور فکری میدانوں پر توجہ دینے کے پہلو بہ پہلو دعوت وارشاد، اصلاح معاشرہ، اسلامی بیداری اور عام مسلمانوں کے اندر دینی بیداری پیدا کرنے کا بھی بیڑا اٹھایا اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے شعبۂ دعوت وارشاد قائم کیا، جس کے تحت دعوتی اور تربیتی پروگرام کئے جاتے ہیں اور فارغین مدارس اور دعوتی میدان میں کام کرنے والوں کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس شعبہ نے ملکی اور عالمی سطح کے کئی سیمینار منعقد کئے اور اصلاح عقیدہ، بدعات وخرافات اور باطل وگمراہ کن تحریکات کے رد میں وقیع لٹریچر شائع کیا۔ الحمدللہ ندوۃ العلماء کے فضلاء اس میدان میں بڑے سرگرم عمل ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

میڈیا ریسرچ سنٹر

ندوۃ العلماء نے قومی، ملی، دینی اور فکری مسائل کے سلسلہ میں ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈہ پر نظر رکھنے کے لئے میڈیا سنٹر قائم کیا، یہ سنٹر اسلام مخالف میڈیائی لٹریچر کا جواب دیتا ہے، اسی طرح اس میں طلبہ کو صحافت اور میڈیا کی تربیت دی جاتی ہے، یہ سنٹر انٹرنٹ اور اخبارات پر نظر رکھتا ہے اور اس راستہ سے اسلام پر ہونے والے تشکیکی حملوں اور فکری وثقافتی یلغار کا جواب دیتا ہے۔

ندوۃ العلماء کے ان کارناموں کی روشنی میں جو اس نے تعلیم وثقافت، فکری رہنمائی اور قائدانہ کردار کے میدان میں انجام دیئے ہیں اور جس طرح ان فکری گمراہیوں اور الحادی فلسفوں کا مقابلہ کیا۔ جنہوں نے عالم اسلامی اور عالم عربی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور جو مردان کار اس نے باطل تحریکوں اور اسلام دشمن سازشوں کے مقابلہ کھڑے کردیئے ان سب کے پس منظر میں حالات پر نظر رکھنے والے کو ترجمان حقیقت، مفکر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال کی فراست، دور بینی اور ذہانت کی داد دینی پڑے گی کہ انہوں نے آج سے ستر سال قبل یہ کہا تھا کہ:۔ ''میرا ایک مدت سے عقیدہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان جو سیاسی اعتبار سے دیگر ممالک اسلامیہ کی کوئی مدد نہیں کرسکتے، دماغی اعتبار سے ان کی مدد بہت کرسکتے ہیں، کیا عجب ہے کہ اسلامی ہند کی آئندہ نسلوں کی نگاہوں میں ندوہ، علی گڑھ سے زیادہ کارآمد ثابت ہو''(۱)۔

---

(۱) اقبال نامہ، ج ۱، ص: ۱۶۸۔

www.abulhasanalinadwi.org

عقل اور قلب میں امتزاج

اللہ تعالی نے ندوۃ العلماء کو دل دردمند، فکر ارجمند اور زبان ہوش مند تینوں خصوصیات عطا کی ہیں اور اس کے فضلاء ہمیشہ عصری تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے ملت کی کشتی کی ناخدائی بھی کی ہے، جس کے اثرات صرف برصغیر ہی میں نہیں بلکہ عالم عربی پر گہرے مرتب ہوئے، مولانا سید محمد ثانی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ندوہ اور اس کی شخصیات کے کاموں کو چند شعروں میں بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے جو یہاں ذکر کئے جارہے ہیں، مولانا محمد ثانی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

گنجینۂ فضل رحمانی، وہ جس نے بلند اسلام کیا
دانش کدۂ شبلی، جس نے پھر ذوق سخن کو عام کیا

وہ بزم سلیمانی جس نے تحقیق ونظر کا کام کیا
انفاس علی نے روشن پھر ندوہ کا جہاں میں نام کیا

ندوۃ العلماء کے اکابر اور اسلاف کا ہر دور میں اپنے عہد کے ''اہل دل'' سے تعلق رہا ہے اور اسی تعلق کی بنا پر وہ علم ودانش اور قلب کے درمیان متوازن

www.abulhasanalinadwi.org

تعلق اور ربط کی کوشش کرتے رہے، حضرت مولانا محمد علی مونگیری اور مولانا عبدالحی حسنی کا تعلق حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے رہا اور ان دونوں کو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بھی اجازت بیعت وارشاد حاصل رہی، جب کہ مولانا عبدالحی حسنی صاحب نے حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کی وفات کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں مکہ مکرمہ خط لکھ کر بذریعہ تحریر بیعت کی تھی اور اسی پر وہ ان کے مجاز بھی ہوئے، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ تھے، ان حضرات کے علاوہ ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں وسرپرستوں میں کئی کا تعلق حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے رہا، جن میں حضرت مولانا سید ظہور الاسلام فتحپوری، نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی اور نواب سید علی حسن خان سابق ناظم ندوۃ العلماء خصوصیت سے قابل ذکر ہیں اور یہ شخصیتیں ایسی تھیں، جنہیں ندوۃ العلماء کی معیاری شخصیات قرار دیا جاتا ہے، ان میں بعض شخصیات کو علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم کی آئیڈیل شخصیت قرار دیا ہے اور فرمایا کہ ”میرے نزدیک دارالعلوم ندوۃ العلماء کے لئے آئیڈیل چار شخصیتیں ہوسکتی ہیں، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا شبلی نعمانی، مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی اور نواب سید علی حسن کہ یہ سب علم ودین کے مختلف شعبوں پر حاوی تھے اور ان سے مل کر ایک جامعیت پیدا ہوتی ہے“ (۱)۔

(۱) پرانے چراغ، حصہ اول، ص: ۳۶

www.abulhasanalinadwi.org

یہ بات علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسلاف کے تعلق سے کہی تھی، ورنہ یہ بات سب سے زیادہ خود انہی پر صادق آتی ہے، ان کے ساتھ مولانا عبدالباری ندوی، مولانا ڈاکٹر عبدالعلی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء اور مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کو شامل کرلیا جائے تو ایک کامل جامعیت نظر آئے گی، یہ چاروں قلبِ دردمند، ذہنِ ارجمند اور زبانِ ہوش مند، تینوں کا مجموعہ تھے اور اپنی دینداری، صلاح، اپنی دینی و دنیوی اور علمی وادبی جامعیت میں بھی امتیازِ خاص کے مالک تھے اور ان چاروں نے اپنے اپنے وقت کی عظیم دینی وروحانی شخصیتوں سے اکتساب فیض کیا۔

مولانا ڈاکٹر عبدالعلی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء کا تعلق شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی سے اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کا تعلق حضرت مولانا احمد علی لاہوری اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری سے اور سید الطائفہ علامہ سید سلیمان ندوی جن کو اقبال نے علوم اسلامی کی جوئے شیر کا فرہاد قرار دیا، کا تعلق حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے تھا اور یہ تعلق بقول مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی علم وتحقیق کے چشمہ سے سیراب ہوکر علوم دینیہ اور تاریخ اور ادبیات کے سمندر میں بار بار غوطے لگانے کے بعد قائم ہوا۔

مولانا مسعود علی ندوی، مولانا عبدالماجد دریابادی اور مولانا عبدالباری

www.abulhasanalinadwi.org

ندوی نے جو علم جدید اور فلسفہ پر ناقدانہ نظر رکھتے تھے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے اپنے قلب کے سکون کے لئے تعلق قائم کیا اور یہ عقلیت اور روحانیت کے جمع کرنے کی اعلیٰ مثال ہے، جو ندوہ کے اکابر نے ہر دور میں قائم کی اور اپنے کو علم کے غرور سے دور رکھا۔ ان کا یہ عمل علامہ اقبال کے اس شعر کا مصداق تھا:۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدۂ تصورات

صدق خلیل بھی ہے عشق، صبر حسین بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

سید الطائفہ علامہ سید سلیمان ندوی کے اس تعلق کو حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

''۱۹۴۱ء کا زمانہ تھا کہ سید صاحب علم و تحقیق کے چشموں سے سیراب ہو کر اور علوم دینیہ اور تاریخ و ادبیات کے سمندر میں بار بار غوطے لگانے کے بعد اپنی روح کی پیاس اور ''قلب کی کسی اور چیز کی تلاش'' محسوس کرنے لگے تھے اور اپنے محبوب دوست اور نامور معاصر علامہ اقبال کے الفاظ میں خلوتوں میں (زبان حال) سے زیر لب اس طرح گویا ہوتے تھے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز وشب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علم نخیل بے رطب

تازہ میرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ عقل تمام بولہب

شائد علماء معاصرین کم سے کم ہندوستان کے فضلائے مدارس میں کسی ضمیر میں عقل وعشق، قدیم وجدید، مشرق ومغرب اور دین وادب یا دین وفلسفہ کا یہ معرکہ اس طرح برپا اور تازہ نہ ہوا ہوگا، جس طرح ندوہ کے اس فاضل، سیرت النبی کے اس مصنف، میدان سیاست اور بزم ادب کے اس محرم راز اور یورپ کے اس سیاح کے ضمیر میں ہوا تھا، انہوں نے اس نخیل علم کی آبیاری بھی کی تھی، اس کی گھنی چھاؤں میں برسوں آرام بھی کیا تھا، اس کی تاریخ بھی لکھی تھی، اس کی زندگی اور موت کا فلسفہ بھی بیان کیا تھا، لیکن ان کے قلب سلیم اور روح بیتاب کی شہادت تھی (اگر چہ ان کے بہت سے معتقدین، تلامذہ اس کے ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ سید صاحب میں کوئی کمی اور تشنگی ہے) کہ وہ اس کے تازہ اور شاداب رطب سے فیضیاب نہیں ہوئے تھے، ان کی کتابوں نے بالخصوص ''خطبات مدراس'' ''سیرت النبی'' کے مضامین اور ''سیرت عائشہ'' کے صفحات نے ہزراوں کو حلاوت ایمانی سے لذت آشنا کیا تھا، لیکن ان کی ہمت عالی اور طائر بلند پرواز خود اس دولت بیدار کا طالب تھا، جس کو حدیث میں احسان اور قرآن مجید میں تزکیہ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے اور جس طرح

www.abulhasanalinadwi.org

ان کو علم وادب کی وادی کو کامیابی اور فتح مندی کے ساتھ طے کرنے کے لئے علامہ شبلی جیسا خضر طریق ملا تھا، احسان اور تزکیہ کی وادی کے لئے بھی ایک خضر راہ اور ایک مرد حق آگاہ کی تلاش تھی، اس سلسلہ میں ان کی کہانی اور ان کے واردات قلبی حجۃ الإسلام امام غزالی کی کہانی اور واردات قلبی سے بہت مشابہ نظر آتے ہیں، کہ ان کو بھی علم وشہرت کے بام عروج پر پہونچنے کے بعد اپنی علمی زندگی اور ذہنی کدوکاوش سراب نظر آنے لگی اور علم ویقین کے چشمۂ حیواں کی تلاش میں نکلے اور سیراب وکامیاب واپس آئے۔

یہ خضر راہ ان کو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی شکل میں مل گئے اور چونکہ عراقی کی طرح ان کا باطن اس حرارت وحلاوت کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار تھا، اس لئے انہوں نے سالوں کی راہ مہینوں میں اور مہینوں کی راہ ہفتوں میں اور دنوں میں طے کی اور شیخ وقت کے اعتماد واستناد سے بہت جلد سرفراز اور ان کے خلیفۂ مجاز ہوئے'' (۱)۔

حکیم الامت کے انتقال پر سید صاحب نے ''معارف'' میں جو تعزیتی نوٹ لکھا اس سے ان کے تعلق اور تاثر کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''محفل دوشیں کا وہ چراغ سحر جو کئی سال سے ضعف ومرض کے جھونکوں سے بجھ بجھ کر سنبھل جاتا تھا، بالآخر بیاسی سال تین ماہ دس روز جل کر ۱۵؍رجب ۱۳۶۲ھ کی شب کو ہمیشہ کے لئے بجھ گیا۔

(۱) پرانے چراغ، حصہ اول، ص: ۳۲-۳۴۔

www.abulhasanalinadwi.org

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

یعنی حکیم امت، مجدِ طریقت، شیخ الکل، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرض ضعف واسہال میں کئی ماہ علیل رہکر ۱۹ اور ۲۰ جولائی کی درمیانی شب کو دس بجے نماز عشاء کے وقت اس دار فانی کو الوداع کہا اور اپنے لاکھوں مریدوں اور معتقدوں اور مستفیدوں کو غمگین اور مہجور چھوڑا، اِنا للہ وِانا اِلیہ راجعون، اب اس دور کا بالکلیہ خاتمہ ہوگیا، جو حضرت شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، مولانا یعقوب صاحب نانوتوی، مولانا قاسم صاحب نانوتوی، مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی کی یادگار تھا اور جس کی ذات میں حضراتِ چشت اور حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سید احمد شہید بریلوی کی نسبتیں یکجا تھیں، جس کا سینہ چشتی ذوق وعشق اور مجددی سکون ومحبت کا مجمع البحرین تھا، جس کی زبان شریعت وطریقت کی وحدت کی ترجمان تھی، جس کے قلم نے فقہ وتصوف کو ایک مدت کی ہنگامہ آرائی کے بعد باہم ہم آغوش کیا تھا اور جس کے فیض نے تقریباً نصف صدی تک اللہ تعالی کے فضل وتوفیق سے اپنی تعلیم وتربیت اور تزکیہ وہدایت سے ایک عالم کو مستفید بنا رکھا تھا اور جس نے اپنی تحریر وتقریر سے حقائق ایمانی، دقائق فقہی، اسرار احسانی اور رموز حکمت ربانی کو برملا فاش کیا تھا اور اسی لئے دنیا نے اس کو حکیم الامت کہہ کر پکارا اور حقیقت یہ ہے کہ اس اشرفِ زمانہ کے لئے یہ خطاب عین حقیقت تھا"(۱)۔

(۱) یادرفتگاں، ص: ۲۴۵، از: علامہ سلیمان ندوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی خود اپنے تعلق کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

''حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کا اسم گرامی احترام وعقیدت کے ساتھ بچپن ہی سے کان میں پڑا، ان کی کتاب ''بہشتی زیور'' کا گھر گھر چلن تھا اور ان خاندانوں میں جو بدعات ورسوم سے دور تھے، وہ ایک مفتی اور دینی اتالیق کا کام کرتی تھی، غالبا سب سے پہلے ان کی تصنیفات میں سے اسی کتاب سے تعارف ہوا، خاندان کے ان بزرگوں اور اہل علم سے جن کے قول کو سند اور جن کی رائے کو فتوی سمجھتا تھا، ان کا ذکر ایک حاذق طبیب روحانی اور ایک ماہر معالج امراض نفسانی کی حیثیت سے سنا، مولانا سید حسین صاحب مدنی خاندان کے اکثر بزرگوں کے شیخ ومرشد تھے اور خود بھائی صاحب انہی سے بیعت اور ان کی محبت وعقیدت سے سرشار تھے، سیاسی خیالات میں بھی خاندان وماحول کا رجحان مولانا ہی کے مسلک کی طرف تھا، لیکن اس سے مولانا تھانوی کی عظمت وعقیدت میں کچھ فرق نہیں آیا، مولانا تھانوی کے متعدد خلفاء ہم لوگوں پر خصوصی شفقت فرماتے تھے اور ان سے مراسم وتعلقات تھے، ان میں مولانا وصی اللہ صاحب فتحپوری اور مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں، والد ماجد کے ایک عزیز شاگرد مولوی افضل علی صاحب تھلواروی جن کو ہم سب لوگ ''صوفی صاحب'' کے نام سے جانتے اور پکارتے تھے، مولانے کے مرید اور مجاز بیعت تھے، انہوں نے مولانا سے اس وقت بیعت کی تھی جب شائد چند ہی حضرات کو

www.abulhasanalinadwi.org

یہ شرف حاصل ہوا ہوگا، وہ مولانا کا تذکرہ برابر کرتے رہتے تھے، مولانا عبدالباری ندوی اور مولانا عبدالماجد دریابادی سے بھی برابر مولانا کا اور تھانہ بھون کا ذکر خیر سننے میں آتا رہتا تھا اور اس عقیدت واحترام میں ان دونوں حضرات کی تحریروں اور مجلسوں کو بھی بہت دخل ہے۔

میرا علمی وذہنی نشوونما اس زمانہ میں ہوا کہ مولانا تھانوی نے سفر کا سلسلہ بالکل موقوف فرمادیا تھا، اس لئے اگست ۱۹۳۸ء سے پیشتر جب عرصۂ دراز کے بعد بغرض علاج لکھنؤ تشریف لائے اور پورا چلہ یہاں قیام فرمایا زیارت وملاقات کی سعادت حاصل نہیں ہوئی تھی، البتہ مکاتبت کا شرف اس سے کئی سال پیش تر حاصل ہو چکا تھا، ۱۹۳۴ء کی گرمیوں میں میں مولانا احمد علی صاحب کی خدمت میں لاہور میں تھا، کہ بھائی صاحب نے جو میری اخلاقی ودینی تربیت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے، مجھے ہدایت کی کہ واپسی میں تھانہ بھون حاضری دیتا ہوا اور مولانا کی خدمت میں کچھ دن قیام کر کے واپس ہوں'' (۱)۔

ندوۃ العلماء کا مسلک

ندوۃ العلماء کے مسلک اور طریقۂ کار پر روشنی ڈالتے علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''ملک میں قدیم وجدید تعلیم یافتوں کی دو برابر کی جماعتیں قائم ہیں، ہمارا کام ان دونوں کے درمیان اتصال پیدا کرنا ہے، فریق اول سے کہنا ہے

(۱) پرانے چراغ، حصہ اول، ص: ۱۰۹-۱۱۰۔

www.abulhasanalinadwi.org

کہ تم علوم قدیم کے حرم اقدس کی توہین کرتے ہو، جدید فرقہ الزام دیتا ہے کہ پرانے علوم کو زندہ کر کے تم ہمارے پاؤں میں پھر وہی زنجیریں ڈالنا چاہتے ہو، جن کو پچاس برس کی محنت میں ہم نے بڑی مشکل سے کاٹا ہے۔ حقیقت حال پر نظر ہو تو دونوں پر اپنی غلطی آپ منکشف ہو جائے۔ یورپ کے علوم قدیم علوم کی معصومیت میں رخنہ انداز ہیں بلکہ اس کے حسن و جمال کی افزائش کا سامان ہیں، دوسرے فریق سے کہنا ہے کہ اسلاف کے متروکہ علوم کو ذرا صیقل کر کے دیکھو! زنجیر پا نہیں، تمہارے پائے کمال کا خلخال ہے، ورنہ سچ یہ ہے کہ تم یورپ کے دیس میں غریب و نادار والدین کی وہ بیٹی ہو جو صرف سسرال کی دولت پر نازاں ہے''۔

اخیر میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''کاروان زندگی'' سے اس اقتباس پر اس رسالہ کو ختم کیا جاتا ہے جس میں ندوۃ العلماء کی تحریک کی روح آ گئی ہے۔

''دین و عقائد کے معاملہ میں ندوۃ العلماء کے مسلک کی بنیاد دینِ خالص پر ہے، جو ہر قسم کی آمیزش اور آلائش سے پاک ہے، تاویل اور تحریف سے بلند، ملاوٹ اور فریب کی دسترس سے دور اور ہر اعتبار سے مکمل اور محفوظ ہے۔

دین کے فہم اور اس کی تشریح اور تعبیر میں اس کی بنیاد اسلام کی اولین اور صاف و شفاف سرچشموں سے استفادہ اور اس کی اصل کی طرف رجوع پر ہے۔

اعمال و اخلاق کے شعبہ میں دین کے جوہر و مغز کو اختیار کرنے، اس پر

www.abulhasanalinadwi.org

مضبوطی سے قائم رہنے، احکام شرعیہ پر عمل، حقیقت دین اور روح دین سے زیادہ قربت اور تقوی اور صلاح باطن پر ہے۔

تصورِ تاریخ میں اس کی بنیاد اس پر ہے کہ اسلام کے ظہور اور عروج کا دور اول سب سے بہتر اور قابل احترام دور، اور وہ نسل جس نے آغوشِ نبوت اور درس گاہ رسالت میں تربیت پائی اور قرآن وایمان کے مدرسہ سے تیار ہوکر نکلی، سب سے زیادہ مثالی اور قابل تقلید نسل ہے اور ہماری سعادت ونجات اور فلاح وکامرانی اس بات پر منحصر ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ اس سے استفادہ کریں اور اس کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

نظریۂ علم اور فلسفۂ تعلیم میں اس کی اساس اس پر ہے کہ علم بذات خود ایک اکائی ہے، جو قدیم وجدید اور مشرق ومغرب کے خانوں میں تقسیم نہیں کی جاسکتی، اگر اس کی کوئی تقسیم ممکن ہے تو وہ تقسیم صحیح اور غلط، مفید اور مضر اور ذرائع اور مقاصد کے اعتبار سے ہوگی، استفادہ اور افادہ اور ترک وقبول کے شعبہ میں اس کا عمل اس حکیمانہ نبوی تعلیم پر ہے کہ ''حکمت مومن کا گمشدہ مال ہے جہاں بھی وہ اس کو پائے وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے'' نیز قدیم حکیمانہ اسلوب ''خذ ما صفا ودع ما کدر'' پر (یعنی جو صاف ونظیف ہو اس کو لے لو اور جو آلودہ اور کثیف ہو اس کو چھوڑ دو)۔

اسلام کے دفاع اور عصر حاضر کی لادینی قوتوں کے مقابلہ میں اس کی اساس اس ارشاد ربانی پر ہے ''وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة'' [سورہ انفال:۶۰]

www.abulhasanalinadwi.org

ان کے مقابلہ کے لئے جتنی قوت تم سے ممکن ہو سکے تیار کرو۔

دعوت الی اللہ، اسلام کے محاسن وفضائل کی تشریح اور ذہن وعقل کو اس کی حقانیت وصداقت پر مطمئن کرنے میں اس کا عمل اس حکیمانہ وصیت پر ہے کہ ''کلموا الناس علی قدر عقولهم، أ تريدون أن يكذب الله ورسوله'' لوگوں سے ان کی عقلوں کا خیال رکھتے ہوئے گفتگو کرو، کیا تم چاہتے ہو کہ خدا اور رسول کو جھٹلا دیا جائے؟۔

عقائد واصول میں وہ جمہور اہل سنت کے مسلک کی پابندی، اور سلف کے آراء وتحقیقات کے دائرہ میں محدود رہنا ضروری سمجھتا ہے، فروعی اور فقہی مسائل کے بارے میں اس کا مسلک واصول یہ ہے کہ حتی الامکان اختلافی مسائل کو چھیڑنے اور ہر ایسے طرز عمل سے احتراز کیا جائے جس سے باہمی منافرت بڑھے اور امت کا شیرازہ منتشر ہو، سلف صالحین سے حسن ظن رکھا جائے اور ان کے لئے عذر تلاش کیا جائے، اسلام کی مصلحتِ اجتماعی کو ہر مصلحت پر ترجیح دی جائے۔

مختصراً یہ کہ وہ حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) کے علمی وفکری اور کلامی وفقہی مدرسۂ فکر سے زیادہ قریب اور ہم آہنگ ہے، اس لحاظ سے ندوۃ العلماء ایک محدود تعلیمی مرکز سے زیادہ ایک جامع اور کثیر المقاصد دبستان فکر اور مکتب خیال ہے'' (۱)۔

(۱) کاروان زندگی، حصہ اول، ص: ۱۴۱-۱۴۳

www.abulhasanalinadwi.org

ترانۂ ندوہ

مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ

ہم نازشِ ملک وملت ہیں ہم سے ہے درخشاں صبحِ وطن
ہم تابشِ دیں، ہم نورِ یقیں، ہم حسنِ عمل، ہم خلقِ حسن

ہم مستِ نگاہِ ساقی ہیں، ہم بادہ کشِ صہبائے حرم
ہم نغمۂ اہلِ قلب وزباں، ہم ذہن رسائے اہلِ قلم
ہم عزم جواں، ہر لحہ رواں، رکھتے ہیں ہمیشہ آگے قدم
ہم آبِ گہر، ہم نورِ سحر، ہم بادِ بہاری ابرِ کرم

ہم نازشِ ملک وملت ہیں ہم سے ہے درخشاں صبحِ وطن
ہم تابشِ دیں، ہم نورِ یقیں، ہم حسنِ عمل، ہم خلقِ حسن

جس بزم کے ہیں ہم تخت نشیں، وہ بزم ہے بزمِ عرفانی
اس بزم کی ہے ہر صبح حسیں ہر شام ہے اس کی نورانی
یہ بزم ہے ان شاہینوں کی فطرت میں ہے جن کے سلطانی
یہ قلب و نظر کی دنیا ہے، ہر نقش ہے اس کا لافانی

ہم نازشِ ملک وملت ہیں ہم سے ہے درخشاں صبحِ وطن
ہم تابشِ دیں، ہم نورِ یقیں، ہم حسنِ عمل، ہم خلقِ حسن

گنجینۂ فضل رحمانی، وہ جس نے بلند اسلام کیا
دانش کدۂ شبلی، جس نے پھر ذوقِ سخن کو عام کیا
وہ بزم سلیمانی جس نے تحقیق و نظر کا کام کیا
انفاسِ علی نے روشن پھر ندوہ کا جہاں میں نام کیا

ہم نازشِ ملک وملت ہیں ہم سے ہے درخشاں صبحِ وطن
ہم تابشِ دیں، ہم نورِ یقیں، ہم حسنِ عمل، ہم خلقِ حسن

وہ شمع یہاں پر جلتی ہے، جس شمع سے دنیا روشن ہے
وہ پھول یہاں پر کھلتا ہے، جس پھول سے گلشن گلشن ہے
یہ اہلِ وفا کا مرکز ہے، یہ اہلِ صفا کا مخزن ہے
شہباز یہاں پر پلتے ہیں، یہ لعل وگہر کا معدن ہے

ہم نازشِ ملک وملت ہیں ہم سے ہے درخشاں صبحِ وطن
ہم تابشِ دیں، ہم نورِ یقیں، ہم حسنِ عمل، ہم خلقِ حسن

یہ اہلِ جنوں کی بستی ہے، یہ اہلِ خرد کا گہوارہ
ہر چیز یہاں کی شہ پارہ، ہر فرد یہاں کا سیارہ
یاں نور کی بارش ہوتی ہے، یاں علم کا بہتا ہے دھارا
ہر قطرہ یہاں کا موتی ہے، ہر ذرہ یہاں کا مہ پارا

ہم نازشِ ملک وملت ہیں ہم سے ہے درخشاں صبحِ وطن
ہم تابشِ دیں، ہم نورِ یقیں، ہم حسنِ عمل، ہم خلقِ حسن

جو ساز یہاں پر چھڑتا ہے، کہتے ہیں حرم کا ساز ہے وہ
سینوں میں ہے جو بھی راز یہاں، دراصل حجازی راز ہے وہ
جو گونجتی ہے آواز یہاں، جادو سے بھری آواز ہے وہ
جو دل نہ کھنچے اس کی جانب، بے سوز ہے وہ بے ساز ہے وہ

ہم نازشِ ملک وملت ہیں ہم سے ہے درخشاں صبحِ وطن
ہم تابشِ دیں،ہم نورِ یقیں، ہم حسنِ عمل،ہم خلقِ حسن

اس بزم کے ہم نے جام پیے، اس بزم کے ہم میخوار بنے
اس بزم میں ہم بیدار ہوئے، اس بزم میں ہم ہشیار بنے
اس بزم میں ہم غیور بنے، بیباک بنے، خوددار بنے
اسلام کے حق میں ڈھال بنے، باطل کے لئے تلوار بنے

ہم نازشِ ملک وملت ہیں ہم سے ہے درخشاں صبحِ وطن
ہم تابشِ دیں،ہم نورِ یقیں، ہم حسنِ عمل، ہم خلقِ حسن

اس بزم کی برکت سے بخشا، فطرت نے پر پرواز ہمیں
چلتے ہیں ہوا کے دوش پہ ہم، کہتا ہے ہر اک شہباز ہمیں
خود بڑھ کے بتاتی ہے فطرت، ہمراز ہمیں، دمساز ہمیں
اللہ نے اپنے فضل وکرم سے بخشا یہ اعزاز ہمیں

ہم نازشِ ملک وملت ہیں ہم سے ہے درخشاں صبحِ وطن
ہم تابشِ دیں، ہم نورِ یقیں، ہم حسنِ عمل، ہم خلقِ حسن

www.abulhasanalinadwi.org